

رعایتِ عہدیت ہی

منیبت و ترقیب : ادارۃ الحق

ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب

قادیانی مسئلہ میں مسلمانوں کی فتحِ ممبین

جامع مسجد اکوڑہ خشک میں خطبہ جمعۃ المبارک - یومِ شکر ۱۳ ستمبر ۱۹۷۴ء - ۲۵ شعبان ۱۳۹۴ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

میرے محترم بھائیو! اللہ جل جلالہ کا پاکستان اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ اور ایک فتحِ عظیم اللہ نے مسلمانوں کو دی ہے۔ ہمارے جسم کا ایک ایک رواں بھی اگر سر بسجود ہو کر اس احسان اور نعمت کا جو اللہ نے ہم پر فرمائی ہے، شکر ادا کرنا چاہیے تو ادا نہیں کر سکے گا۔ بھائیو! ہم اور آپ اپنی جان اپنے مال اپنے بچوں کا انتظام کرتے ہیں۔ ہر شخص اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق ایک گھر بناتا ہے۔ چار دیواری کھینچتا ہے۔ مہوازے لگاتا ہے صرف اس لئے کہ میرا گھر اور ہلال بچے چور ڈکھو اور سارے خطرات سے محفوظ رہیں۔ اور جب گھر کی ہر طرح حفاظت ہو جائے تو سب کی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ دنیا میں ہر قوم اپنے ملک کی حفاظت کرتی ہے۔ ہمارا ملک ہے ہم اس کی سرحدات کی حفاظت کرتے ہیں، ملک میں کسی قسم کی خلفشار برداشت نہیں کرتے۔ ہر ملک اپنے بچے میں ادبوں روپے رکھتے ہیں۔ فوج کا کام یہی ہے۔ پولیس داخلی خلفشار کو روکتی ہے۔ فوج بیرونی حملوں سے حفاظت کرتی ہے۔ ملک اور سرحدات کی حفاظت کے لئے ہزاروں لاکھوں لوگ قربان ہو جاتے ہیں۔ اور جب ملک محفوظ ہو جائے تو قوم فتح کی خوشی مناتی ہے۔ تو جیسا کہ اپنی جان و مال عزت و آبرو مال باپ اور اولاد کی حفاظت ہو جانے سے ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ روح کو اطمینان ہو جاتا

ہے تو ایک مسلمان کے نزدیک تو حضور اقدس کی عزت و ناموس ان سب چیزوں سے بڑھ کر عزیز ہے۔ تو جب حضورؐ کی عزت و ناموس ان کی شان رفیعہ ان کی بلند مرتبت و مقام کی حفاظت ایک چور اور ڈاکو سے ہو جائے تو کتنی خوشی ہوگی۔

یہی بچوں، ماں باپ کی حفاظت سے زیادہ اس پر خوشی ہوتی ہے۔ ملک کی حفاظت ہو جائے، وہ بھی خوشی کی بات ہے، مگر اس سے بھی بڑھ کر سب سے بڑھ کر سرت یہی ہے کہ دین اسلام محفوظ ہو۔ اور حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس، عزت و مرتبت کو خداوند تعالیٰ محفوظ فرما دے۔

میرے محترم بزرگوار! اللہ جل مجدہؑ نے مسلمانانِ پاکستان اور عالم اسلام پر بڑی ہر بانی، ہر شہر کی تاریخ کو فرمائی۔ اس لئے کہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت جو احمدی کہلاتے ہیں اور ان کے پیشوا مرزا غلام احمدؒ — وہ نقب لگا رہا تھا۔ خاتم النبوةؑ کے قلعہ میں، اور اس تاج عظیم میں دست اندازی کر رہا تھا۔ جو خاتم النبوةؑ کی شکل میں اللہ جل مجدہؑ نے حضورؐ کے سر پر رکھا تھا۔ —

ماکان محمدٌ اباً احدٍ من رجا لکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین۔ آپ کی ذات سے نبوت کو درجہ کمال پر اللہ نے پہنچا دیا ہے۔ اور دیکھئے ہر چیز کی دنیا میں ایک انتہا ہوتی ہے۔ سونے خدائے ہی و قیوم کے کہ وہ سرمدی ابدی ازلی دائمی ہیں۔ ان کے علاوہ ہر چیز کی ایک ابتداء ہوتی ہے۔ اور ایک انتہاء ایک آغاز ہوتا ہے۔ اور ایک کمال انسان کو لیجئے۔ پہلے بچ ہوتا ہے ۴۰ سال میں کمال کو پہنچتا ہے۔ پھر زوال پھر ختم ہوتا ہے، قبر میں جاتا ہے۔

یہی حالت ہر چیز کی ہے۔ نبوت کا سلسلہ اللہ جل مجدہؑ نے حضرت آدمؑ سے شروع فرمایا اور بنی کریم کی ذات بابرکات اسے کمال اور عروج تک پہنچا دیا۔

الیسوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اس مقام و مرتبہ پر اللہ نے حضور اقدسؐ کو فائز فرمادیا۔

مرزا غلام احمدؒ نے ختم نبوت سے انکار کیا اور خود نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور ایک شخص جب بے حیا ہو جائے تو اس کے لئے کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔ اذالم تستیع فی ما فعلت ما شئت۔ جیسے دنیا میں چور ہوتے ہیں پہلے چوری چھپے معمولی معمولی چیز چراتے ہیں۔ پھر بڑھتے بڑھتے بالکل بڑی ہو جاتے ہیں تو اس مرزا غلام احمدؒ نے بھی کہا کہ میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں موسیٰ اور عیسیٰ ہوں یہاں تک کہا کہ میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور سب انبیاء سے بھی افضل ہوں۔

اور ایک جگہ اس نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ میری شکل میں آج آئے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی کہا کہ حضور اقدسؐ پہلی رات کے چاند ہیں تو میں پودھوں صدی میں آیا تو میں بدر (پودھوں کا پاند) ہوں یہ مرزا کی وہ باتیں ہیں جس کا آئینہ میں بھی مرزا ناصر سے الٹا نہیں ہو سکا۔ اور اپنے آپ بدر کامل اور حضور افضل الانبیاءؑ کو پہلی رات کا چاند کہا۔ صرف ایک سنی کی توہین نہیں بلکہ سید الکائنات رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اور تمام انبیاء کی بھی توہین ہے۔ کہتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم کون ہے کہ میرے منبر پر بھی قدم رکھ سکے۔۔۔

بھائیو! یہ ایک کتاب اور بہت ہی بڑا جھوٹا شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ اس امت کا امتحان کرنا چاہتا اور مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضور آخری نبی ہیں ان کے بعد قیامت تک نیا نبی نہ مبعوث ہوگا۔ آسکتا ہے نیا نبی نہ ظلی نہ بروہی۔ اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ نجات و فلاح دنیا کی ہو یا آخرت کی صرف حضرت محمد رسول اللہؐ کی پیروی میں ہے۔ جنت بھی اسی کے اتباع سے ملتی ہے۔ مگر مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ جس نے میری پیروی نہ کی اور مجھے بنی نہ مانا خواہ اس نے میرا نام بھی نہ سنا ہو۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتا ہو مگر مجھ پر ایمان نہ لایا تو وہ بھی دائرۃ اسلام سے خارج، کافر اور پکا کافر ہے ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور جنت میں اس نماز روزہ، حج زکوٰۃ سے دے گا جو حضور اقدسؐ نے ہمیں بتلائے۔ مرزا کہتا ہے کہ نہیں جو میں کہوں گا حلال و حرام اس کی بھی پیروی کرنا ہوگی۔۔۔

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ الجنت تحتہ لیلالہ السیوف۔ جنت تلوار کے سایوں میں ہے۔ جو مسلمان اللہ کی رضا کیلئے ملک قوم اور اسلام کی حفاظت کے لئے جہاد کرتا ہے اُسے جنت نصیب ہوگی وہ انگریز سے، سکھ سے، ہندو سے جہاد کرتا ہے۔ تو اگر اس پر تلوار کا سایہ بھی پڑھا تو بلا حساب جنت جاسے گا۔ ہاں یہ عقیدہ بھی ہے کہ الجہاد ماضی الیوم القیامت۔ جہاد منسوخ نہیں ہوا، ہر دور میں جب کفر و اسلام کا مقابلہ آیا۔ ہم جہاد کریں گے، حتیٰ کہ حضور اقدسؐ فرماتے ہیں کہ تمہارا امیر اور تمہارا حاکم اگر بدکردار اور بدعنوان ہے اور تم اس سے ناخوش ہو مگر جب اس نے جہاد کا نعرہ بلند کیا تو اس کا ساتھ دینا پڑے گا۔

ایوب خان سے کون خوش تھا، مگر جب اس نے لا الہ الا اللہ کہہ کر جہاد کا نعرہ بلند کیا تو سب کو معلوم ہے کہ ہر منبر و محراب سے آواز اٹھی کہ آگے بڑھو یہ نہ دیکھا کہ ایوب خان سے لوگ خوش ہیں یا نہیں۔ بھائیو! خان شجاعی زانی ہے یا نہیں؟ جو بھی ہے مگر اب وقت ہے جہاد کا۔ تو جہاد کی اتنی اہمیت ہے۔ جہاد قیامت تک رہے گا۔ اور جس قوم سے جہاد اٹھ گیا تو وہ قوم بے عزت ہو کر

رہ گئی اصل زندگی بھاد ہی میں ہے۔

ولا تلقوا الموت لیقتل فی سبیل اللہ امراتے بلے احیاء وکن لا تشعرون۔ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ میری پیروی کرو گے۔ تب جنت بہادو گے۔ ادب بھاد حرام ہے، قطعی حرام ہے۔ اور جن مسلمان کے دل میں بھی انگریز کی مخالفت کا خیال گزرتا تو وہ جہنمی ہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی امت کو بپانچ بنیادی اصول اپنی دعوت کے بتلائے۔ اور وہ گویا مرزائی مذہب کی بیخ بناد ہے جیسا کہ ہم مسلمانوں کے پانچ اصول کلمہ شہادت نماز روزہ، زکوٰۃ حج ہے۔ تو اس کے بنیادی سن میں یہ ہے کہ برطانیہ اور حکومت انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت و تابعداری کرنا ہوگی۔ اور ہم نے یہ بھی وہاں اسمبلی میں اس سے تسلیم کروا دیا کہ یہ تو تمہاری بیخ بناد ہے اور وقت آئے گا کہ یہ سب مباحث قوم کے سامنے بھی آجائیں گے۔

بھاد کو بالکل حرام کہا۔ عراق جب انگریزوں نے فتح کیا تو ان لوگوں نے قادیان میں چراغاں کیا۔ لوگوں نے کہا کہ مسلمان تو رہے ہیں کہ انگریز نے ایک اسلامی ملک پر قبضہ کیا۔ اور تم چراغاں کر رہے ہو۔ کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اس لئے کہ یہ انگریز تو ہماری تلوار ہے۔ اور یہ تلوار جہاں جہاں پہنچے وہاں مرانیوں کی فوج بھی جانتے گی۔ چنانچہ فرنگی نے عراق کا پہلا گورنر قادیانی ہی کو مقرر کیا۔ لوگوں سے لڑائی ہوئی اور فتح ہوئی تو مبارکباد دی کہ شک ہے کہ خدا نے انگریز کو کامیاب کر دیا۔

— تو میں کہاں تک عرض کروں کہ ان لوگوں کا کر دار کیا ہے۔ اور عوام اور محرکات کیا ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد پہلے یہ ارادہ تھا کہ کشمیر کو قادیانی ریاست بنادیا جائے۔ مگر جب مسلمان سمجھ گئے تو انہوں نے جیل بھر دیئے اور ان کے عوام ناکام بنا دیئے۔ اس کے بعد مرزا بشیر الدین نے اپنے لوگوں کو متعین کی کہ بلوچستان کا رقبہ بہت وسیع ہے۔ مگر مسلمانوں کی مردم شماری کم ہے۔ اس لئے قلت تعداد کی بناد پر اس کو قادیانی ریاست بنانا بہت آسان ہے۔ اگرچہ وہ غیر آباد رقبہ ہے۔ مگر جب ایک صوبہ الگ اپنا ہوگا۔ تو ایک حیثیت ہوگی۔ یہ بات بھی بحث میں اس سے منوال گئی انکار کیسے ہو سکتا تھا کہ تحریرات حوالے کتابیں موجود تھیں یہ بھی ثابت کر دیا کہ تقسیم ہند کے وقت تحصیل گردا پڑے

جہاں قادیان ہے انہوں نے خود یہ درخواست دی ۲۸ برس پیشتر کہ ہم ایک الگ فرقہ ہیں — اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو کہا میں بھی دیگر اقلیتوں عیسائیوں وغیرہ کی طرح الگ نشستیں مقرر کرادی جائیں۔ مگر اس وقت یہ درخواست نہ دی ہوتی تو یہ مسلمانوں میں ہو جاتے اور شاید یہ علاقہ پاکستان کے ماتحت میں ہوتا اور کشمیر بھی نہ نکلتا۔ یہ تقسیم آخر میں پاکستان کے ساتھ غدار ی تھی۔ تو گویا ۲۸ سال پہلے ان کی جو درخواست

حق والسرائے سند کے نام وہ سات ستمبر کو اسبل کے ذریعہ منظور ہوا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اسبل یا پاکستان نے انہیں کافر نہیں بنایا وہ خود تقریباً نوے سال سے تمام مسلمانوں کو کافر اور بچکے کافر کہتے ہیں کہ بچکے کافر ہیں کہ بچے بھی نہیں۔

جب ناصر سے یہ پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہو تو نظر نیچے کر کے کہا کہ مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ تو ہم نے مرزا غلام احمد مرزا بشیر کی ایسی عبارتیں پیش کیں کہ وہ تو کافر کہتے ہیں۔ کہا کافر ہیں مگر کچھ قسم کے کافر ہیں، معمولی قسم کے کافر ہیں۔ تو کہا کہ اچھا وہ تو اسی عبارت میں کہتا ہے کہ کافر ہیں بچکے کافر ہیں۔ تو اب بچکے کافر کچھ کافر کیسے ہو گئے۔ والد اور دادا تو ہم سب کو کافر کہتا ہے سمجھتا ہے۔ تم کیسے مسلمان کہہ سکتے ہو تو خاموش۔ پھر دوسرا حکمتہ کہ اچھا مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھتے ہو یا نہیں؟ اور جب مسلمانوں کے قائد اعظم جب وفات پا گئے، اور ان کے تومراؤں اور غفر اللہ پر بڑے احسانات تھے کہ غفر اللہ کو وزیر خارجہ مقرر کیا۔ اور یہ جو پچھلے ترم مسلمانوں کے ہاتھوں پھیلے کہ وزارت خارجہ کے ذریعہ سفارت خانے کا دایاؤں سے بھر دئے گئے۔ متنازع ہو تا رہا اس کی کوئی پوجہ کچھ نہ تھی اکتنا بڑا احسان تھا قائد اعظم کا مگر جب ان کا انتقال ہوا تو غفر اللہ نے اتنے بڑے عرس پر بھی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ کیونکہ ان کا جنازہ مولانا شبیر احمد عثمانی نے پڑھایا اور شاید قائد اعظم کی وصیت بھی تھی کہ میرا جنازہ شیخ الاسلام پڑھیں گے۔ الغرض ان کی اقتدار میں نماز جنازہ نہ پڑھنا اگر عذر تھا تو ہمارے وکیل نے کہا کہ اچھا اس ملک میں تو قائد اعظم کی غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھی گئی وکیل نے کہا کہ میں ان دنوں لندن میں تھا۔ وہاں بھی مسلمانوں کے اکثر فرقے جمع ہوئے اور قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھی گئی تو کیا کسی غائبانہ نماز جنازہ میں کوئی قادیانی شریک ہوا تھا؟

کہا مجھے نہیں معلوم۔ وکیل نے کہا کہ ہر جگہ تو مولانا شبیر احمد عثمانی تھے۔ بلکہ وہ خود غفر اللہ نے بیان کر دی تھی کہ میں اپنے آپ کو کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھتا ہوں یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم۔ یعنی ملازم پر یہ تو ضروری نہیں کہ جنازہ بھی پڑھے

الغرض مرزاؤں کا ہمیں غیر مسلم سمجھنے کے ہزاروں شواہد اور دلائل موجود ہیں۔ اور ان کی کتابیں ایسی تحریروں سے بھری ہیں۔

مرزا نے انگریز کی مدد سرائی میں کہا میں نے پچاس الماریاں اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی تلقین پر لکھی ہیں۔ انگریز فلسفٹ گورنر کو کہتا ہے کہ میں تو انگریز کا خود کا شتہ پورا ہوں۔ اب اس خود کا شتہ پودے کی آبیاری بھی کر دو گے۔ اور مجھ پر میری جماعت پر خصوصی عظمت بھی

کرتا ہوگی۔ ملکہ وکٹوریہ کی مدح میں مستقل کتاب لکھی، تحفہ قیصریہ کے نام سے اس سے منسوب کیا۔ الغرض انسان حیران رہ جاتا ہے اس کی خوشامد اور جی حاضری کو دیکھ کر۔ ہم تو اسمبلی میں دو چار مولوی ہیں۔ انگریزی بخوان طبقہ بھی جو اسمبلی کے ارکان کا تھا وہ بھی انگریز کی اتنی حمد و ثنا سن کر حیرت میں پڑ گیا۔ اور کہا کہ بنی تو کیا ایسا شخص ترکوئی شریعت انسان بھی نہیں کہلا سکتا بنی ہونا تو بڑی بات ہے اتنی کج صحبت اتنی چالیدی کا تصور تو ہم انگریزی خوانوں سے بھی نہیں ہو سکتا ملکہ وکٹوریہ کو دام اقبالہا کہنا۔ اور یہ کہ تیار بہ تخت اقبال ہمیشہ باقی رہے۔ تو غل اللہ ہے۔ اور وہ سلمان ملعون ہے بد قسمت ہے جو تیری حکومت کے خلاف خیال کو بھی دل میں جگہ دے تو اتنی چالیدی ترکوئی بھی نہیں کر سکتا۔ پھر ایک کافر حکومت کی، انگریز کی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ جب انگریز نے اس ملک میں اگر قدم جما یا تو اس وقت انگریز کے خلاف شاہ عبدالعزیز اور مولانا فضل حق شیر آبادی وغیرہ نے جہاد کا فتویٰ دیا، جہاد کی تحریک اٹھی سینکڑوں مسلمان پھانسی ہوئے اور جہاد کا نعرہ بلند ہوا تو مسلمان جہاد کے لئے جان و مال قربان کرنے پر تیار ہوتا ہے، انگریز کو اندازہ ہوا کہ مسلمانوں کو غلام رکھنے کا علاج سوائے اس کے نہیں کہ ان کے دلوں سے جہاد کا جذبہ نکال دیا جائے۔ اور علاج یہی ہے کہ ایک فرضی نبی کھڑا کر دیا جائے اور وہ جہاد کو حرام قرار دے، یہی تو وہ خود کا شتہ پورا ہونا تھا جس کا اقرار مرزا نے اپنی تحریروں میں کیا تھا۔ اس نے یہ بھی لکھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں بھی میرے والد نے ۵۰ سوار گھوڑوں سمیت انگریز کو پیش کئے۔

بہر حال مرزائی ہم مسلمانوں کو ۹۰ سال سے کافر کہتے تھے اور جب یہی چیز اسمبلی میں پیش ہوئی تو اپنی مطلب برآی کے لئے انکار کرنے لگتے تو جب وہ عبارتیں پیش ہوئیں کہ تم نے تو زمانے والوں کو دائرۃ اسلام سے خارج اور کافر اور پکا کافر کہا ہے تو کہا کافر تو ہیں مگر ملت میں داخل ہیں اور ملت کے تین دائرے ہیں، ایک اسلام ایک اسلام سے نیچے اور ایک تیسرا درجہ ہے۔ رانا حنیف صاحب مرکزی وزیر ہیں اسمبلی سے باہر ملے بیمار تھے پڑے ہوئے تھے میں نے کہا وزیر صاحب کیا حال ہے؟ ہنس کر مذاقاً کہا کہ مولانا تیسرے دائرے میں ابھی پھر رہا ہوں۔ پتہ نہیں اس سے بھی کب نکالتے ہیں۔ مرزا ناصر سے کہا گیا کہ مسلمانوں کے معصوم بچوں پر جنازہ کا کیا حکم ہے۔ آپ کے بڑوں نے تو کہا تھا کہ بالکل ناجائز ہے۔ اور جس طرح تم ہندو کے عیسائی بچوں پر جنازہ نہیں پڑھ سکتے اسی طرح غیر مرزائی مسلمان بچوں کا حکم ہے۔ اس لئے کہ کافر کا بچہ کافر کا تابع ہے۔ مسلمان کافر تو اس کا بچہ بھی کافر ہوگا۔

نکاح کے بارہ میں کہا کہ کیا کوئی مسلمان عورت فرنگی یا ہندو یا سکھ سے نکاح کر سکتی ہے۔

اگر ہمیں تو کسی مرزائی عورت کا بھی مسلمان مرد سے نکاح جائز نہیں البتہ مرزائی مسلمانوں کی اولادیاں اپنے عقد میں سے کہتے ہیں جیسے کہ اہل کتاب کی۔ یہ تھا نکاح کے بارہ میں ان کا عقیدہ۔

الغرض بھائیو! اسمبلی میں جرح کے لئے سینکڑوں سوالات داخل کئے گئے جن میں چند کا انتخاب ہوا اور جرح اور بحث کا محور زیادہ تر دو چار اصولی باتیں رہیں۔ الحمد للہ آئین میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا ذکر پہلے سے موجود تھا۔ صدر اور وزیر اعظم کے حلف کی عبارت میں تو ختم نبوت کا جھگڑا تو طے شدہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہوگا جو حضرت کو آخری نبی مانتا ہو۔ کیکٹی کی بحث میں یہ طے کرنا تھا کہ کیا مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں اور کیا اس کے پیرو اس کو نبی مانتے ہیں یا نہیں اور کہا ان کے نزدیک ان کے نہ ماننے والے غیر مرزائی مسلمان ہیں یا کافر؟ تو رہو دالوں نے بھی اور لاہوریوں نے بھی یہ سب چھینیں مانی ہیں۔ اور اقرار کیا کہ وہ الگ امت اور گروہ ہیں۔ اور لاہوریوں کا جھگڑا تو محض خلافت اور گدی نشینی کا تھا، مگر مسلمانوں کو اپنے مال میں چھپانے کے لئے مسلمانوں کو مسلمان کہنے لگے۔ جرح کے دوران لاہوریوں نے بھی اقرار کیا کہ تم مسلمان حقیقی مسلمان تو نہیں ہو، البتہ مجازی مسلمان ہو۔ اور جب مرزائیوں سے اس دورنگی کو وار کے بارہ میں پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو کافر بھی سمجھتے ہو اور ان کے لئے مسلمان کا نام بھی استعمال کرتے ہو۔ تو جواب دیا کہ حقیقی مسلمان تو نہیں البتہ دنیا میں ایک قوم مسلمان کے نام سے معروف ہے۔ اس لئے ہم بھی عرفاً انہیں مسلمان مسلمان کہتے ہیں۔ یہود وہ قوم تھی جو حضرت موسیٰ پر ایمان لائی مگر عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر ان کا انکار کرنے کے بعد کافر ہو گئے مگر معروف اب تک یہودی نام سے ہیں۔ عیسائی حضرت بنی کریم کی آمد کے بعد انکار کرنے سے کافر ہو گئے عیسائی نہ رہے مگر کہلاتے اب بھی عیسائی ہیں۔ اور جس طرح عبد اللہ نامی شخص اللہ کی سرکشی اور نافرمانی کے باوجود عبد اللہ کہلاتا ہے، حقیقی نہیں صرف نام کی شہرت کی وجہ سے۔ اسی طرح ہم نے بھی کہیں کہیں مسلمانوں کو مسلمان کہا ہوگا۔

لاہوریوں نے حدیث نبوی۔ سینزل بنی اللہ عیسیٰ بن مریم کے ضمن میں اعتراف کیا کہ مرزا نبی تھا۔ الغرض جب نوے سال سے وہ خود ہمیں کافر کہتے رہے سمجھتے رہے اور اپنے آپ کو الگ امت اور گروہ مگر انہیں اپنے نہ ماننے والے ان کافروں میں شرکت پر اصرار محض مفادات حاصل کرنے اور درپردہ مارا آستین بننے رہنے کے لئے ہے۔ اس برعکس میں ہندو مسلم سکھ عیسائی تھے مگر ہندو زیادہ تھے، مسلمان کم تو اقلیت کو نقصان ہوتا ہے۔

اب مرزائیوں نے یہ چاہا کہ شامل تو مسلمانوں میں رہیں اور اسی نام سے سارے اختیارات اور

حقوق پر قابض ہوں اور کاروائی ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسی ہو۔ حالانکہ کسی مسلمان کی غیرت برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ ہندو سکھ یا عیسائی اکثریت میں محسوس رہے ہیں۔ اور یہ مرزائی طبقہ اتنا بے غیرت کہ ہم مسلمان تو ان کے نزدیک ہندو سکھ سے بھی بڑھ کر کافر مگر ان "کافروں" میں شرکت پر ہمیشہ اصرار رہا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا ہونا ہمارے سے مفادات پر ضرب پڑے گی اور سازشیں نہیں کر سکیں گے۔

تعمیم ہندو کے وقت تحصیل گورڈا سپور ان کی وجہ سے بھارت میں شامل ہوئی کہ انہوں نے مردم شماری میں اپنے آپ کو ایک الگ قوم کی حیثیت سے پیش کرنا چاہا۔ اس وقت اپنے آپ کو غیر مسلموں میں شمار کر کے مسلم آبادی کی تعداد کم کرادی گئی۔ یہ بات بھی اہملی میں ثابت کرادی گئی اور یہی چیز کشمیر کے ہاتھ سے جانے کا بھی پیش خیمہ بنی۔

امریکہ سارے عالم اسلام کا دشمن ہے۔ سارے مسلمانوں کے تعلقات اس سے نہیں، مگر مرزائی ہیں کہ ان کے مشن وہاں قائم ہیں۔ یہ مسلمانوں میں گمراہی لگائی کہ اور ان کے اعتماد اور جھوٹے غلط فائدہ اٹھا کر سارے راز ایسے مشنوں کے ذریعہ دشمنوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ تو یہ لوگ مذہبی طور پر تو بھتے ہی دشمن اسلام مگر سیاسی طور پر بھی پاکستان اور عالم اسلام کی جڑیں کاٹتے رہے۔ اللہ نے فضل کیا کہ ربوہ سٹیشن کا ساتھ ظاہر ہوا ورنہ اس سال یا بہت جلد ان کے ہاتھوں ملک انقلاب اور خانہ جنگی کا نشانہ بن سکتا تھا۔

خداوند تعالیٰ کو اس ملک کی اس حکومت کی اس قوم کی مدد کرنی تھی، ورنہ یہ تو پاکستان کی سیاست پر افواج پر پاکستان کی اقتصادیات پر کلیدی عہدوں پر قابض ہوتے چلے جاتے تھے۔ اور مذہبی طور پر تو پہلے ہی ورنہ سے بھتے ہی غیر مسلم اور کافر، مگر اسمبلی نے بھی متفقہ طور پر ان میں اس حیثیت کو شامل کر لیا۔ اسمبلی میں انگریزی خزانوں کی اکثریت تھی۔ تو یہ صرف علماء کا فیصلہ نہیں۔ نئی دنیاؤں میں و محراب سے اتنی متاثر نہیں ہوتی جتنی کہ پارلیمنٹوں اور اسمبلیوں سے۔ اور الحمد للہ کہ وہاں اسمبلی میں تمام ارکان نے ہر پارٹی کے ارکان نے سب نے موافقت متفق ہو کر فیصلہ دیدیا۔ سب ارکان مسئلہ کی گہرائی اور حقیقت کو سمجھ گئے۔

طالب العلم کی طرح بحث و مباحثہ کا دور دورہ رہا تو یقیناً بصیرت کے ساتھ اور بڑی سرتوں کیساتھ سب کے سب ارکان نے ایمن میں یہ ترمیمیں کر لیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس شخص نے جس نوع سے بھی اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور جو اس پر ایمان لایا یا اسے مذہبی مصلح سمجھا وہ غیر مسلم ہوگا۔ اور مرزائی قاریانی لاہوری جو احمدی کہلاتے ہیں، غیر مسلم اقلیت ہیں اب قیامت تک اس ملک میں انشاء اللہ کوئی جھوٹا دعویٰ نبوت نہیں کر سکے گا۔ اور جہاں اقلیتوں کے تحفظ کا مسئلہ ہے ہمارے ہاں ہندو سکھ عیسائی سب ہیں مگر مسلمان ان سب کا تحفظ کرتے ہیں۔ قوانین موجود ہیں، اسلام کی تعلیمات

ہیں ہم ان کا بھی تحفظ کریں گے۔ مسلمان دیہات میں ہندو کو سکھ دیہاتی سے بھی سودا سلف خریدتے ہیں۔ مگر وہ انہیں غیر مسلم مانتے ہیں۔ یہ خطرہ نہیں کہ مذہبی طور پر دھوکہ ہو سکے۔ اور مارا آستین بن جائے۔ مگر اب ساری دنیا پر قادیانوں کی حقیقت آشکارا ہو جائے کے بعد یہ خطرہ کم ہو گا کہ یہ سانپ ڈس لے گا تو یہ پروردگار کا بڑے سے بڑا کرم اور انعام ہے کہ قوم کا ملک کا دین کا تحفظ ہو گیا۔ ہمارے دیگر مطالبات بھی اصولاً وزیر اعظم نے مان لئے ہیں۔ یکدیسی عہدوں پر ان کو فائز رکھنا اپنے آپ سے دشمن کرنا ہے۔ اب ہمارے سارے راز فاش کرنے اور ہر طرح دشمنی کرنے سے لوگ کوئی دریغ نہیں کریں گے، نہ بھٹو سے نہ قوم سے بھلائی کریں گے۔ ضرورت ہے کہ انہیں جلد از جلد ہٹا دیا جائے۔

پاکستان کے اندر دہوہ کے نام سے دوسری ریاست ختم کر دی جائے اسے مغتوح کر لیا جائے۔ تو اللہ کے کرم سے اللہ نے دین کی حفاظت فرمائی کالج کے لڑکے بلاوجہ ظلم کا نشانہ بنے ساری قوم اعلیٰ، ملازم، تاجر، علماء، عوام طلبہ سب نے جرأت ایمانی کا ثبوت دیا۔ ساری قوم اعلیٰ تین دن مرکزی قیادت نہ ملتی تو کچھ گڑبڑ ہوئی۔ پھر مجلس عمل کی تشکیل ہو گئی ساری جماعتیں اس میں شامل ہو گئیں سب نے حلف اٹھایا تھا کہ اس مسئلہ میں سیاست بازی نہ ہوگی۔ وہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور اسلام کی خاطر اس تحریک کو چلائیں گے۔ بہت بڑے دوچار انہوں نے مجھے لاہور میں ایک میٹنگ کے بعد کہا کہ کیا کرنا ہے۔ ہم موت، ہر قسم تک منتظر رہیں گے۔ میں نے پوچھا پھر کیا کرو گے۔؟ کہا پھر آپ سب کو اور ساری دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ اسلام آباد کے تمام ملازموں نے ایمان و عزمیت کے عجیب مظاہرے کئے۔ اللہ نے ساری قوم کو متفق کر دیا۔ مجلس عمل نے تدریج سے کام لیکر مسلمانوں کی قیادت میں اعلیٰ میں حزب اختلاف کے علماء اور جماعتوں نے مجلس عمل کی رہنمائی میں کام کیا۔ پھر پوری قومی اسمبلی کیا حزب اقتدار اور کیا حزب اختلاف اس جہاد میں شریک ہو گئی اور حق کو فتح نصیب ہوئی۔ اور اتنی آسانی اور اللہ کے کرم سے فتح ہوئی کہ ہم سے تو حضور نبی کریم کا حق ادا نہ ہو سکا، سیدہ کذاب کے مقابلہ میں ہزاروں صحابہؓ نے جان کی قربانی دی، ۲۰ ہزار کافر اور مرتد تہ تیغ کئے گئے اور یہ محض اللہ کا فضل و کرم کہ چند مسلمان شہید ہوئے، ساری قوم کو فدا سی محنت اٹھانی پڑی اور فتح عظیم حاصل ہو گئی۔ مگر اس راہ میں پوری مسلمان قوم شہید ہو جاتی اور ناکوس ختم نبوت محفوظ ہو جاتی۔ تو پھر بھی بہت بڑی فتح ہوئی۔ اب ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس ملک کو اس قوم کو اس مسئلہ کی بدولت اپنے فضل و کرم سے مالا مال کر دے گا۔ اس مسئلہ کا کریڈٹ کل قوم کو ساری اسمبلی کو پہنچتا ہے۔ ہم علماء کا تو کام ہی یہی ہے۔ موضوع ہی توحید و رسالت ہے مگر تعداد بحث و تحقیق کے سلسلہ میں ہر رکن اسمبلی ایک دوسرے سے سبق لے کر